قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار 03 جنوری 2022ء | 29 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 03 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:02

فرمانِ رسول ﷺ

شرک اصغر

حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ”شرک اصغر“ سے ڈرتا ہوں۔صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ریا کاری“

(مسند احمد بن حنبل الرسالہ روایت نمبر 23630)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول للہ ﷺ نے اپنی اُمت کے بارے میں شرک کا خوف ظاہر فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ لوگ چاندسورج کی پتھر اور بتوں کی پرستش نہیں کرینگے لیکن ریا کاری کریں گے یعنی لوگوں کو دکھانے کیلئے نیک کام کرینگے۔

(ماخوذ ابن ماجہ،کتاب الزھد باب الریا والسمعہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

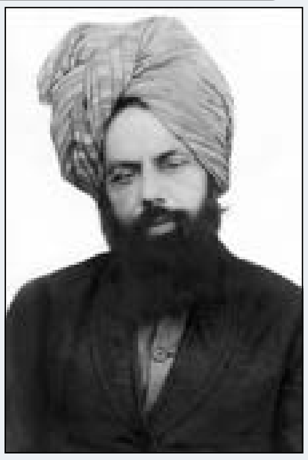

عُجب اور ریا معاصی ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہوگیا ہے۔بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہوجاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریا کاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔اگرچہ ظاہری طور پر ہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ بڑے دیندار ہیں لیکن عُجب اور ریا اور باریک باریک معاصی میں مبتلا ہیں جو کہ عارفانہ خوردبین سے نظر آتے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 83 ایڈیشن 1988ء)

ارشاد باری تعالیٰ

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۙ﴿۵﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ ۙ﴿۷﴾

(الماعون: 5 تا 7)

ترجمہ: پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

خود انسان کو اگر وہ حقیقت پسند بن کے اپنا جائزہ لے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کام جو وہ کر رہا ہے یہ دنیاوی دکھاوے کے لئے ہے یا خدا تعالیٰ کی خاطر؟ اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ میرا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے اور ہو گا تو تبھی مجھے ثواب بھی ملے گا تو تبھی وہ نیک اعمال کی طرف کوشش کرتا ہے۔ تبھی وہ اس جستجو میں رہے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی تلاش کروں اور اُن پر عمل کروں۔ اور جب یہ ہو گا تو پھر نہ ریا پیدا ہو گی نہ دوسری برائیاں پیدا ہوں گی۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 30 مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

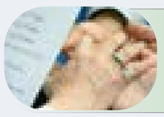

دربارِ خلافت

جب محبوب سے ملنے کا وقت نزدیک آجائے
تو آتش شوق بھڑکتی جاتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اللہ رکھا صاحبؓ ولد میاں امیر بخش صاحبؓ، یہ دونوں صحابی تھے، فرماتے ہیں کہ: مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔تصدیق خواب کے لئے مَیں مع مولوی احمد دین صاحب مرحوم ساکن نارووال قادیان آئے۔ گرمی کے دن تھے۔ مہینہ یاد نہیں۔ مسجد مبارک میں نماز صبح کے بعد حضرت مسیح موعودؑ تشریف فرما ہوئے۔ مولوی احمد دین مرحوم ساکن نارووال نے اپنی ایک سہ حرفی جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ مبارک کے متعلق اور اُس زمانے کے لوگوں کی شرارتوں کے متعلق ذکر تھا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی جس میں مولوی صاحب مذکور نے ذکر کیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر غارِ ثور میں لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھا کر نہیں لے گئے تھے، بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ چل کر غار میں داخل ہوئے تھے۔ بعد اس کے حضرت صاحب نے اُن کی کاپی چھپوانے کی اجازت دی اور اندر تشریف لے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 151 روایت حضرت اللہ رکھا صاحبؓ)

حضرت محمد فاضل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ بیعت کے لئے میرے اندر بڑی تڑپ تھی اور اُدھر روحانیت حضرت اقدس علیہ السلام نے اس قدر دل میں تغیر پیدا کیا جس کا بیان اظہار سے بالا تر ہے۔ حضرت مخدوم الملّت کی خدمت میں مَیں نے عرض کی کہ میری بیعت کے لئے عرض کریں۔ (یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو کہا)۔ چنانچہ ہر شام کی نماز میں حضرت مخدوم الملّت میری بیعت کے لئے عرض کرتے (یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو وہ کہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کریں) اور حضور علیہ السلام فرماتے کہ کل۔ اس پر میرے شوق کی آگ بمصداق وعدہ، (فارسی کا شعر پڑھتے ہیں کہ)

وصلے چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تَر گرُدد

(یعنی جب محبوب سے ملنے کا وقت نزدیک آجائے تو آتش شوق جو ہے وہ بھڑکتی جاتی ہے۔) کہتے ہیں آخر ہفتے کے بعد میری طبیعت نے یہ فیصلہ کیا کہ بیعت تو خواب میں بھی کر چکا ہوں۔ وہاں سے بغیر رخصت کے روانہ ہوگیا۔ (جب کچھ دن بیعت نہیں ہوئی تو میں نے کہا، بیعت تو میں خواب میں کر چکا ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھے بغیر میں واپس اپنے گھر، اپنے شہر آ گیا۔ کہتے ہیں جب یہاں گھر پہنچا تو پھر بیقراری اور اضطراب بڑھ گیا۔ پھر ایک ماہ کے بعد قادیان شریف روانہ ہو پڑا۔ جب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے مطب میں داخل ہوا تو آپ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جو امام وقت کی بغیر اجازت کے جاتا ہے اُس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ غرض میں نے اُس وقت سمجھا کہ بغیر اجازت امام الوقت جانا مناسب نہیں۔ پھر حضرت صاحب کو ملا۔ پھر میں نے بیعت کے لئے اصرار نہ کیا۔ دل میں برودت اور تسکین پیدا ہوتی گئی۔ آخر بائیس روز کے بعد شام کی نماز کے بعد جمعرات تھی، حضور نے خود فرمایا کہ محمد فاضل بیعت کرلو۔ میں نے بیعت کی اور یہ 1899ء کا آخر یا سن 1900ء کا ابتدا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 233-234 روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت میاں غلام احمد صاحبؓ بافندہ بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں پہلے حنفی تھا، پھر وہابی ہوا مگر اطمینان نصیب نہ ہوا۔ دل میں خواہش رہتی تھی کہ خدا تعالیٰ حضرت امام مہدی کو مبعوث فرمائے تو اُس کی فوج میں شامل ہو جاؤں۔ ایک دفعہ خواب میں مجھے حضرت اقدس کی شبیہ مبارک دکھلائی گئی۔ مَیں قادیان گیا تو ہُو بہو وہی نقشہ دیکھا اور بیعت کر لی۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 103 روایت حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ بافندہ)

حضرت حکیم عبدالرحمٰن صاحبؓ بیان کرتے ہیں، (اپنے والد صاحب کے بارے میں بیان کیا) کہ اُن کے بیعت کرنے کا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ یہاں ایک مولوی علاؤ الدین صاحب رہا کرتے تھے۔ اُن کی یہاں قریب ہی ایک مسجد بھی ہے۔ میرے والد صاحب اُن کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن عشاء کے وقت وضو کرتے کرتے میرے والد صاحب نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب، آجکل آسمان سے تارے بہت ٹوٹتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ امام مہدی آنے والا ہے۔ آسمان پر اُس کی آمد کی خوشیاں منائی جارہی ہیں۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ چند دن کے بعد میں نے حضرت اقدس کا ذکر سنا اور قادیان جاکر بیعت کر لی۔ واپس آکر مولوی صاحب کو بھی کہا کہ میں نے تو بیعت کر لی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ مگر وہ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آہستہ سے بولے کہ میاں بات تو سچی ہے مگر ہم دنیادار جو ہوئے۔ (یعنی مولوی بھی ہیں، دنیا دار بھی)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 121-122 روایت حضرت حکیم عبدالرحمٰن صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 12/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں

کیوں نہیں لوگو! تمہیں حق کا خیال؟
دل میں اُٹھتا ہے مرے سَو سَو اُبال

ہے تعجب آپ کے اس جوش پر
فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر

کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟
پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب

کیا یہی تعلیمِ فرقاں ہے بھلا؟
کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خدا

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں؟

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو! تمہیں خوفِ عقاب

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن برخلق اے جاں آفریں!

کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے، اے ربّ الوریٰ!

(ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 513-514)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31؍ دسمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆…مَعَنَا میں آپ دونوں شریک ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک پلّے پر آنحضرت ﷺ کو اور دوسرے پر حضرت صدیق کو رکھا ہے

☆…نئے سال کے آغاز پر عالَم گیر جماعتِ احمدیہ کو دعاؤں، نوافل، انفرادی و اجتماعی تہجد، درود شریف، استغفار اور رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ اور رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِيۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ یہ دعائیں پڑھنے کی تلقین

تین مرحومین مکرم ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب سابق امیر ضلع ملتان، مکرم رحمت اللہ صاحب انڈونیشیا اور مکرم الحاج عبدالحمید ٹاک صاحب یاری پورہ کشمیر کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31؍ دسمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت صہیب احمد صاحب کے حصے میں آئی۔تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ التوبۃ آیت 40 کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبے میں حضرت ابو بکرؓ کے غارِ ثور کے واقعے کا ذکر چل رہا تھا۔ اس واقعے کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ اگر تم اس رسول کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا وطن سے نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور بہت حکمت والا ہے۔

جب کفارِ مکہ غار کے دہانے پر کھڑے باتیں کر رہے تھے تو حضرت ابو بکرؓ رسول اللہﷺ پکڑے جانے کے خوف سے گھبرا گئے ایسے میں حضورؐ نے فرمایا کہ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔غم نہ کرو یقیناً ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ غارِ ثور کے پہاڑ کے پاس پہنچ کر سراغ رساں نے کہا کہ وہ لوگ یہاں سے آگے نہیں گئے۔ اس پر کسی نے غار کے اندر جھانکنے کی کوشش کی تو امیّہ بن خلف نے تلخی اور بے پروائی سے کہا کہ یہ جالا اور درخت تو مَیں محمد(ؐ) کی پیدائش سے پہلے یہاں دیکھ رہا ہوں، تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے، وہ یہاں کہاں ہوسکتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ قریشِ مکہ نے محمدؐ کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لانے پر ایک سَو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا تھا، اس انعام کی طمع میں کئی لوگ مکّے کے چاروں طرف ادھر ادھر نکل گئے۔ جب رؤسائے قریش غار پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ غار کے منہ پر جو درخت تھا اس کی عین منہ کے سامنے کی شاخ پر ایک کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیے تھے اور ایک مکڑی نے جالا بُن دیا تھا۔ بظاہر یہ روایت کمزور ہے لیکن اگر ایسا ہوا بھی ہو تو تعجب کی بات نہیں۔ جب کفار کو اتنے قریب پا کر حضرت ابو بکرؓ گھبرائے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا اُن کا خدا ہے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے رقّت بھری آواز میں کہا کہ یا رسول اللہؐ! اگر مَیں مارا جاؤں تو مَیں تو بس ایک اکیلی جان ہوں لیکن اگر خدانخواستہ آپؐ پر کوئی آنچ آئے تو پھر تو گویا ساری امّت کی امّت مٹ گئی۔

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس واقعے کا ایک پہلو یہ ہے کہ موسیٰ کے ساتھیوں نے گھبرا کر کہا کہ اے موسیٰ! ہم پکڑے گئے مگر محمدؐ کے توکّل نے آپؐ کے ساتھی پر بھی ایسا اثر ڈالا کہ اس کی زبان سے بھی یہ الفاظ نہ نکلے کہ ہم پکڑے گئے۔ اس نے کہا تو صرف یہ کہ دشمن اتنا قریب آچکا ہے کہ اگر وہ ہمیں دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مصیبت کی اس گھڑی میں آنحضرتؐ کا یہ انتخاب ہی حضرت ابو بکرؓ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی زبردست دلیل ہے۔آنحضرتؐ کو کشف اور الہام سے بتا دیا گیا تھا کہ اس کام کے لیے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔حضرت مسیح پر جب اس قسم کا وقت آیا تو ان کے شاگرد ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک نے لعنت بھی کی۔ مگر صحابہ کرام میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا… اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرتؐ حضرت ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ مَعَنَا میں آپ دونوں شریک ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک پلّے پر آنحضرتؐ کو اور دوسرے پر حضرت صدیق کو رکھا ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت ابو بکرؓ کے ہونہار صاحبزادے حضرت عبداللہ بن ابو بکر رات کو غارِ ثور آتے اور دن بھر کی خبریں دیتے، ہدایات لیتے اور علی الصبح اس طور مکّہ واپس جاتے کہ جیسے رات مکّے میں ہی بسر کی ہو۔ عامر بن فہیرہ کی ذہانت یہ تھی کہ رات کو دودھ والی بکریوں کا دودھ دینے کے بعد بکریوں کو اس طرح واپس لاتے کہ حضرت عبداللہ بن ابو بکر کے قدموں کے نشانوں کو مٹا دیتے۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عبداللہ بن اریقط سے یہ وعدہ ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ تین دن بعد صبح کے وقت اونٹ لے کر پہنچے گا چنانچہ تیسرے دن وہ اونٹنیاں لے کر غارِ ثور پر پہنچ گیا۔ آنحضرتؐ کی ایک اونٹنی کا نام قصوا ملتا ہے اس پر آپؐ سوار ہوئے۔حضرت ابو بکرؓ نے اپنی اونٹنی پر اپنے ساتھ عامر بن فہیرہ کو سوار کیا اور اریقط اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔حضرت ابو بکرؓ کے پاس گھر پر کُل سرمایہ پانچ یا چھ ہزار درہم تھا، آپؓ نے روانہ ہوتے وقت وہ سرمایہ اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپؐ نے مکّے سے نکلتے ہوئے نہایت افسوس سے کہا کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔

جب مکّے سے تقریباً بیاسی مِیل کے فاصلے پر جحفہ مقام پر پہنچے تو آیتِ کریمہ اِنَّ الَّذِيۡ فَرَضَ عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ نازل ہوئی یعنی وہ جس نے قرآن کو تجھ پر فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا۔

اریقط جیسے ماہر راستہ شناس کی نگرانی میں ساحلی بستیوں کی جانب سے مدینے کی طرف یہ سفر شروع ہوا تو انعام کے لالچ میں تعاقب کرنے والوں میں ایک نام سراقہ بن مالک کا بھی تھا سراقہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے خود اس واقعے کی تفاصیل بیان کی ہیں۔ ان کے مطابق بار بار اس تعاقب کے خلاف فال نکلنے کے باوجود وہ کوشش کرتے رہے۔ ان کی اونٹنی بُری طرح ٹھوکر کھا گئی، اس کے پاؤں ریت میں دھنس گئے۔ بالآخر انہیں یقین ہوگیا کہ یہ تعاقب درست نہ تھا۔ انہوں نے امان کی آواز لگائی اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپؐ ایک دن ضرور بادشاہ ہوں گے، مجھے کوئی عہد و پیمان لکھ دیں کہ اس روز مجھ سے عزت و احترام سے پیش آیا جائے۔حضورؐ نے انہیں وہ تحریر لکھوا دی۔

یہ ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور نے نئے سال کے آغاز پر عالَم گیر جماعتِ احمدیہ کو دعاؤں، نوافل اور انفرادی و اجتماعی تہجد کی طرف توجہ دلائی۔ درود شریف، استغفار اور رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ اور رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِيۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ یہ دعائیں پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تین مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1. مکرم ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب سابق امیر ضلع ملتان جو 18؍ دسمبر کو 80 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم لمبا عرصہ قائد ضلع ملتان، قائد مجلس اور قائد علاقہ بھی رہے۔آپ کی شادی مرزا عزیز احمد صاحب کی بیٹی دردانہ صاحبہ سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے اور پانچ بیٹیوں سے نوازا۔ 1984ء کے حکومتی آرڈیننس کے بعد کے آزمائشی دَور میں بڑی دلیری کے ساتھ ضلع ملتان کے تمام ساتھیوں کو ہمت دلاتے رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سفرِ ہجرت میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ ایک موقعے پر قافلے کو لِیڈ بھی کیا۔مرحوم بڑے عبادت گزار، تلاوت کلامِ پاک کا شوق رکھنے والے، تہجد کے پابند، متوکل، خلافت اور نظام کا احترام کرنے والے، وسیع القلب، مہمان نواز، دلیر، رشتے داروں اور غریبوں کا خیال رکھنے والے تھے۔

2. مکرم رحمت اللہ صاحب انڈونیشیا جو چھیاسٹھ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم مشرقی جاوا میں پیدا ہوئے تھے اور 1980ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ 1993ء میں نظامِ وصیت سے منسلک ہوئے۔ بیعت کے بعد مقامی جماعت کے علاوہ لوکل مجالس انصار اللہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ مخالفت کے باوجود ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ خلافت کا بڑا احترام کرنے والے اطاعت گزار تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے اور چھ نواسے شامل ہیں۔

3. مکرم الحاج عبدالحمید ٹاک صاحب یاری پورہ کشمیر۔ یہ 24؍ دسمبر کو 94 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم صوبائی امیر جموں و کشمیر کے علاوہ ضلعی امیر اور ناظم انصار اللہ کے طور پر خدمات کی توفیق پاتے رہے۔ آپ کی صوبائی امارت کے دوران وادی کشمیر میں پانچ جماعتی سکولوں کا قیام بھی عمل میں آیا۔ مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لیے بھی انہوں نے بڑی محنت کی۔مرحوم سال ہا سال انجمن تحریکِ جدید بھارت کے اعزازی ممبر اور رکن رہے۔ یاری پورہ کے علاقے میں سماجی خدمات کی وجہ سے ان کی بڑی عزت تھی۔مرحوم نہایت نیک، نرم مزاج، ملنسار، ہر دل عزیز، سنجیدہ اور خاموش طبع بزرگ تھے۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆…☆…☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10؍ دسمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے ٹھوکر کھائی اور تردّد کیا اور انتظار کرتا رہا سوائے ابوبکر کے میں نے جب ان سے اسلام کا ذکر کیا تو نہ وہ اس سے پیچھے ہٹے اور نہ انہوں نے اس کے بارے میں تردد کیا

’’ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۵﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ اس بارے میں مزید ذکر بھی ہے۔ بعض باتیں مختلف زاویوں سے ہیں اس لیے بیان ہو جاتی ہیں مگر لگتا یہی ہے کہ ایک ہی واقعہ ہے۔ اب مَیں کچھ بیان کروں گا۔ اسد الغابہ میں

حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کے واقعہ

کا اس طرح ذکر ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور قبیلہ ازد کے ایک بوڑھے شخص کے پاس مہمان ٹھہرا۔ یہ شخص ایک عالم تھا، کتب سماویہ پڑھا ہوا تھا اور اسے لوگوں کے حسب و نسب کے علم میں مہارت حاصل تھی۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو کہا میرا خیال ہے کہ تم حرم کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا ہاں میں اہلِ حرم میں سے ہوں۔ پھر اس نے کہا تم کو قریشی سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں میں قریش میں سے ہوں۔ پھر اس نے کہا میں تم کو تیمی سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں میں تیم بن مُرَّہ میں سے ہوں۔ میں عبداللہ بن عثمان ہوں اور کعب بن سعد بن تیم بن مُرَّہ کی اولاد سے ہوں۔ اس نے کہا کہ میرے لیے تمہارے متعلق اب صرف ایک بات رہ گئی ہے۔ یہاں یہ جو عبداللہ بن عثمان نام بتاتا ہے، میرا خیال ہے کہ اس وقت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی ان کا نام عبداللہ نہیں رکھا تھا لیکن یہ روایت ہے۔ بہرحال اس نے کہا کہ میرے لیے تمہارے متعلق اب صرف ایک بات باقی رہ گئی ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا تم اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا کر دکھاؤ۔ میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا یا تم مجھے بتاؤ تم ایسا کیوں چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں صحیح اور سچے علم میں پاتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے۔ ایک جوان اور ایک بڑی عمر والا شخص ان کے کام میں ان کی مدد کریں گے۔ جہاں تک نوجوان کا تعلق ہے تو وہ مشکلات میں کود جانے والا اور پریشانیوں کو روکنے والا ہو گا اور بڑی عمر والا سفید اور پتلے جسم والا ہو گا اس کے پیٹ پر تل ہو گا اور اس کی بائیں ران پر ایک علامت ہو گی۔ اس نے کہا تمہارے لیے ضروری نہیں ہے کہ تم مجھے وہ دکھاؤ جو میں نے تم سے مطالبہ کیا ہے تم میں موجود باقی تمام صفات میرے لیے پوری ہو چکی ہیں سوائے اس کے جو مجھ پر مخفی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: پس میں نے اس کے لیے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو اِس نے میری ناف کے اوپر سیاہ تل دیکھا تو کہنے لگا کہ

کعبہ کے رب کی قسم وہ تم ہی ہو!

میں تمہارے سامنے ایک معاملہ پیش کرنے والا ہوں۔ پس تم اس کے متعلق محتاط رہنا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ خبردار ہدایت سے انحراف نہ کرنا اور مثالی اور بہترین راستے کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور خدا جو تمہیں مال اور دولت دے اس کے متعلق خدا سے ڈرتے رہنا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ میں نے یمن میں اپنا کام پورا کیا اور پھر اس بوڑھے شخص کو الوداع کہنے کے لیے اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کیا تم میرے ان اشعار کو یاد کرو گے جو میں نے اس نبی کی شان میں کہے ہیں؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے چند اشعار سنائے۔

حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں مکہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے۔ پھر عُقبہ بن ابی مُعَیط، شَیبہ، رَبِیعہ، ابوجَھل، ابوبُختَرِی اور قریش کے دیگر سردار میرے پاس آ گئے۔ میں نے ان سے کہا: کیا تم پر کوئی مصیبت آ گئی یا کوئی واقعہ ہو گیا ہے جو اکٹھے ہو کے آ گئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوبکر! بہت بڑا واقعہ ہو گیا ہے۔ ابوطالب کا یتیم دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم اس کے متعلق کچھ انتظار نہ کرتے۔ اب جبکہ آپ آ چکے ہیں تو اب اس معاملے کے لیے آپ ہی ہمارا مقصود ہیں اور ہمارے لیے کافی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے انہیں اچھے انداز سے ٹال دیا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ آپؐ خدیجہؓ کے مکان میں ہیں۔ میں نے جا کر دروازے پر دستک دی۔ چنانچہ وہ باہر تشریف لائے۔ پس میں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ اپنے خاندانی گھر سے اٹھ گئے ہیں اور آپؐ نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھی اور تم تمام لوگوں کی طرف بھی۔ پس تم اللہ پر ایمان لے آؤ۔ میں نے کہا اس پر آپؐ کی کیا دلیل ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بوڑھا شخص جس سے تم نے یمن میں ملاقات کی تھی۔ میں نے کہا کہ یمن میں تو بہت سے بوڑھے شخص تھے جن سے میں نے ملاقات کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بوڑھا شخص جس نے تمہیں اشعار سنائے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اے میرے حبیبؐ! آپؐ سے کس نے یہ خبر بیان کی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس بھی آتا تھا۔ میں نے عرض کیا آپؐ اپنا ہاتھ بڑھائیں

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ پھر میں لوٹا اور میرے اسلام لانے کی وجہ سے مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش کوئی اَور نہ ہوا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۲، ۳۱۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

اسد الغابہ کا یہ حوالہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض جگہ بعض بڑھا بھی لیتے ہیں داستان کے لیے لیکن بہت ساری باتیں صحیح بھی ہوں گی۔

رِیَاضُ النَّضِرَۃ میں حضرت ابوبکرؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح درج ہے۔ اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے اور مخلص دوست تھے۔ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو قریش کے لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوبکر! تمہارا یہ ساتھی دیوانہ ہو گیا ہے (نعوذ باللہ)۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اس کو کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ مسجد حرام میں لوگوں کو توحید یعنی خدائے واحد کی طرف بلاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ بات انہوں نے کہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں اور وہ یہ بات مسجد حرام میں کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے اور آپؐ کے دروازے پر دستک دی، آپؐ کو باہر بلایا۔ جب آپؐ ان کے سامنے آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے ابوالقاسم! مجھے آپؐ کے متعلق کیا بات پہنچی ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اے ابوبکر! تمہیں میرے متعلق کیا بات پہنچی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپؐ اللہ کی توحید کی طرف بلاتے ہیں اور آپؐ کہتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اے ابوبکر! یقیناً میرے ربّ عزوجل نے مجھے بشیر اور نذیر بنایا ہے اور مجھے ابراہیم کی دعا بنایا ہے اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اللہ کی قسم! مَیں نے کبھی آپؐ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ آپؐ یقیناً اپنی امانت کی عظمت، صلہ رحمی اور اچھے افعال کی وجہ سے نبوت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپؐ کی بیعت کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی بیعت کی اور آپؐ کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ آپؐ جو لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔ پس اللہ کی قَسم! حضرت ابوبکرؓ نے کوئی توقف اور تردّد نہ کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اسلام کی طرف بلایا۔

(الریاض النضرۃ جلد۱ صفحہ ۸۴-۸۵۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۴ء)

ایک روایت میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے ٹھوکر کھائی اور تردّد کیا اور انتظار کرتا رہا سوائے ابوبکر کے۔ میں نے جب ان سے اسلام کا ذکر کیا تو نہ وہ اس سے پیچھے ہٹے اور نہ انہوں نے اس کے بارے میں تردد کیا۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۳ صفحہ ۲۰۵-۲۰۶، عبد اللہ بن عثمان، دار الفکر بیروت، ۲۰۰۳ء)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا اور تم نے کہا تُو جھوٹا ہے اور ابوبکرؓ نے کہا سچا ہے۔ اور انہوں نے اپنی جان و مال سے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قول النبیؐ لو کنت متخذا خلیلا حدیث ۳۶۶۱) یہ بخاری کی روایت ہے۔

حضرت مصلح موعود حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک جگہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس تشریف لائے تو آپؓ کی ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آپ کا دوست تو (نعوذ باللہ) پاگل ہو گیا ہے اور وہ عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھ پر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچ کر آپ کے دروازے پر دستک دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں آپ سے صرف ایک بات پوچھنے آیا ہوں۔ کیا آپ نے یہ کہا ہے کہ خدا کے فرشتے مجھ پر نازل ہوتے ہیں اور مجھ سے باتیں کرتے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ ان کو ٹھوکر لگ جائے تشریح کرنی چاہی۔“ ہمارے ہاں تاریخ میں عموماً یہی روایت چلتی ہے۔ ”مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ آپؐ تشریح نہ کریں اور مجھے صرف اتنا بتائیں کہ کیا آپؐ نے یہ بات کہی ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس خیال سے کہ معلوم نہیں یہ سوال کریں کہ فرشتوں کی شکل کیسی ہوتی ہے اور وہ کس طرح نازل ہوتے ہیں؟ پہلے کچھ تمہیدی طور پر بات کرنی چاہی مگر حضرت ابوبکرؓ نے پھر کہا کہ نہیں نہیں! آپؐ صرف یہ بتائیں کہ کیا یہ بات درست ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں۔ اور پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! میں نے دلائل بیان کرنے سے صرف اس لئے روکا تھا کہ

میں چاہتا تھا کہ میرا ایمان مشاہدے پر ہو۔ دلائل پر اس کی بنیاد نہ ہو کیونکہ آپؐ کو صادق اور راستباز تسلیم کرنے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

غرض جس بات کو مکہ والوں نے چھپایا تھا اسے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عمل سے واضح کر کے دکھا دیا۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 251-252)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اَور جگہ حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے اور کیونکہ وضاحت کر رہے ہیں اس لیے کسی اَور حوالے سے اس میں اس طرح بیان ہے کہ ”حضرت ابوبکرؓ کا ایمان لانا عجیب تر تھا۔ جس وقت آپؐ کو وحی ہوئی“ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی ”کہ آپ ﷺ نبوت کا دعویٰ کریں۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ مکہ کے ایک رئیس کے گھر میں بیٹھے تھے۔ اس رئیس کی لونڈی آئی اور اس نے آ کر بیان کیا کہ خدیجہؓ کو معلوم نہیں کہ کیا ہو گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے خاوند اسی طرح نبی ہیں جس طرح حضرت موسیٰؑ تھے۔ لوگ اس خبر پر ہنسنے لگے اور اس قسم کی باتیں کرنے والوں کو پاگل قرار دینے لگے مگر حضرت ابوبکرؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بہت گہری واقفیت رکھتے تھے اسی وقت اٹھ کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئے اور پوچھا کہ کیا آپؐ نے کوئی دعویٰ کیا ہے؟ آپؐ نے بتایا ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا ہے اور شرک کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بغیر اس کے کہ کوئی اور سوال کرتے جواب دیا کہ مجھے اپنے باپ کی اور ماں کی قسم! کہ تُو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور مَیں نہیں مان سکتا کہ تُو خدا پر جھوٹ بولے گا۔ پس میں ایمان لاتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپؐ خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے ایسے نوجوانوں کو جمع کر کے جو اُن کی نیکی اور تقویٰ کے قائل تھے“ یعنی حضرت ابوبکرؓ کی نیکی اور تقویٰ کے قائل تھے انہیں ”سمجھانا شروع کیا اور سات آدمی اَور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ یہ سب نوجوان تھے جن کی عمر 12 سال سے لے کر 25 سال تک تھی۔“

(دورۂ یورپ، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 543-544)

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ

”حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی دلیل سے مانا ہے

اور پھر کبھی ان کے دل میں آپؐ کے متعلق ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ پیدا نہیں ہوا۔“ دلیل وہی چل رہی ہے۔ واقعات بعض دفعہ ذرا مختلف ہو جاتے ہیں ”اور وہ دلیل یہ تھی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن سے دیکھا اور وہ جانتے تھے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کبھی شرارت نہیں کی۔ کبھی گندی اور ناپاک بات آپ کے منہ سے نہیں نکلی۔ بس یہی وہ جانتے تھے۔ اس سے زیادہ نہ وہ کسی شریعت کے جاننے والے تھے کہ اس کے بتائے ہوئے معیار سے رسول کریم ﷺ کو سچا سمجھ لیا۔ نہ کسی قانون کے پیرو تھے۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ خدا کا رسول کیا ہوتا ہے اور اس کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں۔ وہ صرف یہ جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو راستہ میں ہی کسی نے انہیں کہا تمہارا دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا پھر

وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ کیونکہ جب اس نے کبھی بندوں پر جھوٹ نہیں بولا تو خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔

جب اس نے انسانوں سے کبھی ذرا بد دیانتی نہیں کی تو اب ان سے اتنی بڑی بد دیانتی کس طرح کرنے لگا کہ ان کی روحوں کو تباہ کر دے۔ صرف یہ دلیل تھی جس کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا اور اسی کو خدا تعالیٰ نے بھی لیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لوگوں کو کہہ دو فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس: 17) مَیں ایک عرصہ تم میں رہا اس کو دیکھو اس میں میں نے تم سے کبھی غداری نہیں کی پھر اب میں خدا سے کیوں غداری کرنے لگا۔ یہی وہ دلیل تھی جو حضرت ابوبکرؓ نے لی اور کہہ دیا کہ اگر وہ کہتا ہے کہ خدا کا رسول ہوں تو سچا ہے اور میں مانتا ہوں۔ اس کے بعد نہ کبھی ان کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا اور نہ ان کے پائے ثبات میں کبھی لغزش آئی۔ ان پر بڑے بڑے ابتلاء آئے۔ انہیں جائیدادیں اور وطن چھوڑنا اور اپنے عزیزوں کو قتل کرنا پڑا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت میں کبھی شبہ نہ ہوا۔“

(بیعت کرنے والوں کے لئے ہدایات، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 76-77)

ایک دفعہ بیعت کرنے والوں کو ہدایات دے رہے تھے، ان کو سمجھا رہے تھے تو اس ضمن میں یہ بات آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے

کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابو بکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابو بکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔‘‘

پھر فرمایا کہ ’’ابو بکری فطرت کیا ہے؟ اس پر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقعہ نہیں کیونکہ اس کے تفصیلی بیان کیلئے بہت وقت درکار ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’میں مختصراً ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اظہار فرمایا۔ اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف سوداگری کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک شخص آپؓ سے ملا۔ آپؓ نے اس سے مکے کے حالات دریافت فرمائے اور پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ جیسا کہ قاعدے کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو راستے میں اگر کوئی اہل وطن مل جائے۔ تو اس سے اپنے وطن کے حالات دریافت کرتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد ﷺ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔

حضرت ابوبکر نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ اگر اس نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بلاشک وہ سچا ہے۔

اسی ایک واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپؓ کو کس قدر حسن ظن تھا۔ معجزے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو مدعی کے حالات سے ناواقف ہو اور جہاں غیریت ہو اور مزید تسلی کی ضرورت ہو لیکن جس شخص کو حالات سے پوری واقفیت ہو تو اسے معجزے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ الغرض حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ راستہ میں ہی آنحضرت ﷺ کا دعویٰ نبوت سن کر ایمان لے آئے۔ پھر جب مکے میں پہنچے تو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپؐ گواہ رہیں کہ میں آپؐ کا پہلا مصدق ہوں۔ آپؓ کا ایسا کہنا محض قول ہی قول نہ تھا بلکہ آپؓ نے ’’یعنی حضرت ابو بکرؓ نے ’’اپنے افعال سے اسے ثابت کر دکھایا اور مرتے دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 372 تا 374)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۂ رحمٰن کی آیت وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن: 47) اور جو بھی اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔ جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابو بکر صدیقؓ کو دیکھو کہ جب وہ شام کے ملک واپس آرہے تھے تو راستہ میں ایک شخص ان کو ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں البتہ تمہارے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر ابو بکر صدیقؓ نے اس کو جواب دیا کہ اگر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ سچا ہے۔ وہ جھوٹا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ سیدھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ آپ گواہ رہیں کہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا میں ہوں۔ دیکھو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں مانگا تھا صرف پہلے تعارف کی برکت سے ہی وہ ایمان لے آئے تھے۔ یاد رکھو

معجزات وہ طلب کیا کرتے ہیں جن کو تعارف نہیں ہوتا۔

جو لنگوٹیا یار ہوتا ہے اس کے لیے تو سابقہ حالات ہی معجزہ ہوتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو بڑی بڑی تکالیف کا سامنا ہوا طرح طرح کے مصائب اور سخت درجے کے دکھ اٹھانے پڑے لیکن دیکھو اگر سب سے زیادہ انہیں کو دکھ دیا گیا تھا اور وہی سب سے بڑھ کر ستائے گئے تھے تو سب سے پہلے تخت نبوت پر وہی بٹھائے گئے تھے۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی ان کو انعام سے نواز دیا اور اگلے جہان میں تو ہے ہی جنت۔’’ کہاں وہ تجارت کہ تمام دن دھکے کھاتے پھرتے تھے اور کہاں یہ درجہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے اول خلیفہ انہیں کو مقرر کیا گیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 78-79)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ سعید الفطرت ہوتے ہیں جو پہلے ہی مان لیتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی دور اندیش اور باریک بین ہوتے ہیں جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ایک بیوقوف ہوتے ہیں جب سر پر آ پڑتی ہیں تب کچھ چونکتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 261) یعنی جب کسی مشکل میں گرفتار ہوتے ہیں، عذاب آتا ہے تب سوچتے ہیں کہ ماننا چاہیے کہ نہیں۔

اس بارے میں بھی بحث ہوتی ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے کون ایمان لایا؟

مؤرخین کے نزدیک اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ مردوں میں سے سب سے پہلے کون ایمان لایا تھا حضرت ابو بکرؓ یا حضرت علیؓ یا حضرت زید بن حارثہؓ۔

(سُبُلُ الھُدیٰ و الرشاد جلد ۲ صفحہ ۳۰۰-۳۰۴ الباب الثانی فی اسلام خدیجہ و علی و زید و ابی بکر...... دار الکتب العلمیة ۱۹۹۳ء)

(تاریخ الطبری جلد۱۔ تاریخ ماقبل الھجرۃ صفحہ ۵۳۸ تا ۵۴۰۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بعض اس کا یہ حل نکالتے ہیں کہ بچوں میں سے حضرت علیؓ اور بڑوں میں سے حضرت ابو بکرؓ اور غلاموں میں سے حضرت زیدؓ سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ چنانچہ علامہ احمد بن عبداللہ ان روایات میں تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ بنت خُوَیلد نے اسلام قبول کیا اور مردوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا جبکہ وہ ابھی بچے تھے جیسا کہ ان کی عمر کے بارے میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ان کی عمر دس سال تھی۔ وہ اپنا اسلام مخفی رکھے ہوئے تھے اور پہلے بالغ عربی شخص جس نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کا اظہار کیا وہ حضرت ابو بکر بن ابو قُحافہؓ تھے اور آزاد کردہ غلاموں میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت زیدؓ بن حارثہؓ تھے۔ یہ متفق امر ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ جلد ۱۔ صفحہ ۸۹۔ دار الکتب العلمیۃ ۲۰۱۴ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بحث کا ذکر کرتے ہوئے جو فرمایا ہے وہ اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے مشن کی تبلیغ شروع کی تو سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ تھیں جنہوں نے ایک لمحے کے لیے بھی تردّد نہیں کیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے۔ بعض حضرت ابو بکر عبداللہ بن ابی قحافہؓ کا نام لیتے ہیں بعض حضرت علیؓ کا یا زید بن حارثہؓ کا لیکن آپؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ جھگڑا فضول ہے۔ حضرت علیؓ اور زید بن حارثہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آدمی تھے اور آپؐ کے بچوں کی طرح آپؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا تھا اور ان کا ایمان لانا تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کو وہ بچوں کی حیثیت سے مانتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ اس وقت یہ بات بھی انہوں نے اس طرح ہی مانی ہو۔ پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ ان دونوں بچوں کو نکال دو تو حضرت ابو بکرؓ مسلمہ طور پر مقدم اور سابق بالایمان تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری شاعر حسان بن ثابت انصاریؓ حضرت ابو بکرؓ کے متعلق کہتے ہیں کہ

اِذَا تَذَکَّرۡتَ شَجۡوًا مِنۡ اَخِیۡ ثِقَۃٍ
فَاذۡکُرۡ اَخَاکَ اَبَابَکۡرٍ بِمَا فَعَلَا
خَیۡرَ الۡبَرِیَّۃِ اَتۡقَاھَا وَ اَعۡدَلَھَا
بَعۡدَ النَّبِیِّ وَ اَوۡفَاھَا بِمَا حَمَلَا
اَلثَّانِیۡ التَّالِیۡ الۡمَحۡمُوۡدَ مَشۡھَدُہٗ
وَ اَوَّلَ النَّاسِ مِنۡھُمۡ صَدَّقَ الرُّسُلَا

یعنی جب تمہارے دل میں کبھی کوئی دردآمیز یاد تمہارے کسی اچھے بھائی کے متعلق پیدا ہو تو اس وقت اپنے بھائی ابو بکرؓ کو بھی یاد کر لیا کرو۔ اس کی ان خوبیوں کی وجہ سے جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ منصف مزاج تھا اور سب سے زیادہ پورا کرنے والا تھا اپنی ان ذمہ داریوں کو جو اس نے اٹھائیں۔ ہاں ابو بکرؓ وہی تو ہے جو غارِ ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا شخص تھا جس نے اپنے آپ کو آپؐ کی اتباع میں بالکل محو کر رکھا تھا اور وہ جس کام

میں بھی ہاتھ ڈالتا تھا اسے خوبصورت بنا دیتا تھا اور وہ ان سب لوگوں میں سے پہلا تھا جو رسولؐ پر ایمان لائے۔

حضرت ابوبکرؓ اپنی شرافت اور قابلیت کی وجہ سے قریش میں بہت مکرم ومعزز تھے

اور اسلام میں تو اُن کو وہ رتبہ حاصل ہوا جو کسی اَور صحابی کو حاصل نہیں۔حضرت ابوبکرؓ نے ایک لمحے کے لیے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ میں شک نہیں کیا بلکہ سنتے ہی قبول کیا اور پھر انہوں نے اپنی ساری توجہ اور اپنی جان اور مال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی خدمت میں وقف کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں ابوبکرؓ کو زیادہ عزیز رکھتے تھے اور آپؐ کی وفات کے بعد وہ آپؐ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ اپنی خلافت کے زمانے میں بھی انہوں نے بے نظیر قابلیت کا ثبوت دیا۔حضرت ابوبکرؓ کے متعلق یورپ کا مشہور مستشرق سپرنگر (Sprenger) لکھتا ہے کہ ابوبکر کا آغاز اسلام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ دھوکا کھانے والے ہوں مگر دھوکا دینے والے ہر گز نہیں تھے بلکہ صدق دل سے اپنے آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے تھے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ سر ولیم میور کو بھی سپرنگر کی اس رائے سے اتفاق ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 121-122)

حضرت ابوبکرؓ کو تبلیغ اسلام اور اس کے نتیجے میں کن آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔

اس کے بارے میں اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جب اسلام آیا تو آپؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور آپؓ کے ہاتھ پر ایک جماعت نے اسلام قبول کیا اس محبت کی وجہ سے جو اُن لوگوں کو آپؓ یعنی حضرت ابوبکرؓ سے تھی اور اس میلان کی وجہ سے جو انہیں حضرت ابوبکرؓ کی طرف تھا یہاں تک کہ

عشرہ مبشرہ میں سے پانچ صحابہ نے آپؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

(ماخوذ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 205 عبد اللہ بن عثمانؓ، دار الفکر بیروت، 2003ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے اسلام لانے والوں میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت زُبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبید اللہ شامل تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۶۶، ذکر من اسلم من الصحابۃ بدعوۃ ابی بکر، دار الکتاب العربی بیروت ۲۰۰۸ء)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنی کتاب سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھتے ہیں کہ ’’حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کے بعد اسلام لانے والوں میں پانچ اشخاص تھے جو حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے ایمان لائے اور یہ سب کے سب اسلام میں ایسے جلیل القدر اور عالی مرتبہ اصحاب نکلے کہ چوٹی کے صحابہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ اول حضرت عثمان بن عفانؓ جو خاندان بنو امیہ میں سے تھے۔ اسلام لانے کے وقت ان کی عمر قریباً تیس سال کی تھی۔حضرت عمرؓ کے بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہوئے۔حضرت عثمانؓ نہایت باحیا، باوفا، نرم دل، فیاض اور دولتمند آدمی تھے۔ چنانچہ کئی موقعوں پر انہوں نے اسلام کی بہت بہت مالی خدمات کیں۔حضرت عثمانؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوسکتا ہے کہ آپؐ نے انہیں پے در پے اپنی دو لڑکیاں شادی میں دیں جس کی وجہ سے انہیں ذوالنورین کہتے ہیں۔

دوسرے عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے جو خاندان بنُوزُہرہ سے تھے جس خاندان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ تھیں۔نہایت سمجھدار اور بہت سلجھی ہوئی طبیعت کے آدمی تھے۔حضرت عثمانؓ کی خلافت کا سوال انہی کے ہاتھوں سے طے ہوا تھا۔ اسلام لانے کے وقت ان کی عمر قریباً تیس سال کی تھی۔عہدِ عثمانی میں فوت ہوئے۔

تیسرے سعد بن ابی وقاصؓ تھے جو اس وقت بالکل نوجوان تھے یعنی اس وقت ان کی عمر انیس سال کی تھی۔ یہ بھی بنُوزُھرہ میں سے تھے اور نہایت دلیر اور بہادر تھے۔حضرت عمرؓ کے زمانے میں عراق انہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ امیر معاویہؓ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

چوتھے زُبیر بن عوامؓ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔یعنی صَفِیّہ بنت عبدالمطلب کے صاحبزادے تھے اور بعد میں حضرت ابوبکرؓ کے داماد ہوئے۔ یہ بنو اسد میں سے تھے اور اسلام لانے کے وقت ان کی عمر صرف پندرہ سال کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو غزوۂ خندق کے موقع پر ایک خاص خدمت سرانجام دینے کی وجہ سے حواری کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ زبیرؓ حضرت علیؓ کے عہد حکومت میں جنگِ جمل کے بعد شہید ہوئے۔

پانچویں طَلحہ بن عُبَیداللہ تھے حضرت ابوبکرؓ کے خاندان یعنی قبیلہ بنو تَیم میں سے تھے اور اس وقت بالکل نوجوان تھے۔طلحہ بھی اسلام کے خاص فدایان میں سے تھے۔حضرت علیؓ کے عہد میں جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ یہ پانچوں اصحابِ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یعنی ان دس صحابہ میں داخل ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے خاص طور پر جنت کی بشارت دی تھی اور جو آپ ﷺ کے نہایت مقرب صحابی اور مشیر شمار ہوتے تھے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 122-123)

کفارِ مکہ نے اسلام قبول کرنے والوں پر طرح طرح کے مظالم کیے،

نہ صرف کمزور اور غلام مسلمان ہی ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ بھی مشرکین مکہ کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ انہیں بھی طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اور حضرت ابوبکرؓ کو بھی۔ چنانچہ سیرت حَلَبِیّہ میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ نے جب اپنے اسلام کا اظہار کیا تو نوفل بن عَدَوِیّہ نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ یہ شخص قریش کا شیر کہلاتا تھا۔ اس نے ان دونوں کو ایک ہی رسی سے باندھ دیا۔ ان کے قبیلہ بنو تیم نے بھی ان دونوں کو نہ بچایا۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ کو قَرِیْنَیْن بھی کہتے ہیں یعنی دو ساتھ ملے ہوئے۔ نوفل بن عدویہ کی قوت اور اس کے ظلم کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّ ابْنِ الْعَدَوِیَّۃِ کہ اے اللہ! ابن عَدَوِیَّہ کے شر کے مقابلے میں ہمارے لیے تُو کافی ہو جا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد اول صفحہ ۳۹۵ باب ذکر اول الناس ایمانا بہ ﷺ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ وہ بدترین سلوک مجھے بتائیں جو مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کے حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عُقبہ بن اَبِی مُعَیط آیا اور اس نے کپڑا آپؐ کی گردن میں ڈال کر آپؐ کا گلا زور سے گھونٹا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچ گئے اور آ کر انہوں نے عقبہ کا کندھا پکڑا اور اسے دھکیل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا دیا اور کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ۔ (المؤمن:29) کہ کیا تم ایسے شخص کو مارتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب ما لقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکۃ حدیث ۳۸۵۶)

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا تم ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ بات نہیں کہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر وہ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے اور اس وقت کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے دوست کی خبر لو۔حضرت ابوبکرؓ نکلے اور مسجد حرام پہنچے۔ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ لوگ آپؐ کے گرد اکٹھے ہیں۔حضرت ابوبکرؓ نے کہا تم لوگوں کا برا ہو، اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ۔ (المؤمن:29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلے کھلے نشان لے کر آیا ہے۔ اس پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف لپکے اور ان کو مارنے لگے۔حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ آپؓ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ اپنے بالوں کو ہاتھ لگاتے تو وہ آپ کے ہاتھ میں آ جاتے اور آپ کہتے جاتے تھے کہ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کہ اے بزرگی اور عزت والے! تُو بابرکت ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور آپؐ کی ریش مبارک کو اس زور سے کھینچا کہ آپؐ کے اکثر بال مبارک گر گئے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ آپؐ کو بچانے کے لیے کھڑے ہوئے اور وہ کہہ رہے تھے اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ (المؤمن: 29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ کیا تم اس شخص کو اس وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور حضرت ابوبکرؓ رو بھی رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر! ان کو چھوڑ دو۔ اس

کی قَسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان کی طرف بھیجا گیا ہوں تا کہ میں قربان ہو جاؤں۔ اس پر انہوں نے یعنی کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد اول صفحہ ۴۱۷ باب استخفائہ ﷺ و اصحابہ فی دار الارقم بن ابی الارقم۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا کہ اے لوگو! لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین آپؓ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: جہاں تک میری بات ہے میرے ساتھ جس نے مبارزت کی، میں نے اس سے انصاف کیا یعنی اسے مار گرایا مگر

سب سے بہادر ابوبکرؓ ہیں۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بدر کے دن خیمہ لگایا۔ پھر ہم نے کہا کہ کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو اللہ کی قَسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کوئی نہ گیا مگر حضرت ابوبکرؓ اپنی تلوار کو سونتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو گئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مشرک نہیں پہنچے گا مگر پہلے وہ حضرت ابوبکرؓ سے مقابلہ کرے گا۔ پس وہ سب سے بہادر شخص ہیں۔

حضرت علی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کی بات ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے آپؐ کو پکڑا ہوا ہے۔ کوئی آپؐ پر غصہ اتارتا۔ کوئی آپؐ کو تنگ کرتا اور وہ لوگ کہتے کہ تم نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے۔ اللہ کی قَسم! جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آتا حضرت ابوبکرؓ کسی کو مار کر بھگاتے۔ کسی کو برا بھلا کہہ کر دور کرتے اور کہتے تمہاری ہلاکت ہو، أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ (المومن: 29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پس حضرت علیؓ نے اپنی چادر ہٹائی اور اس قدر روئے کہ آپؓ کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا آل فرعون کا مومن بہتر تھا یا حضرت ابوبکرؓ۔ غالباً حضرت علیؓ نے آل فرعون کے مومن کا ذکر اس لیے کیا کہ قرآن کریم میں یہ آیت آلِ فرعون کے اس شخص کی طرف منسوب ہے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اور فرعون کے دربار میں یہ کہہ رہا تھا کہ أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ اس پر لوگ خاموش ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مومن کی زمین بھر کی نیکیوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ شخص اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور یہ شخص یعنی حضرت ابوبکرؓ اپنے ایمان کا اعلان کرتا تھا۔

(ابوبکر الصدیق شخصیتہ و عصرہ از دکتور علی محمد الصلابی صفحہ ۳۸، دفاعہ عن النبی ﷺ، دارابن کثیر بیروت ۲۰۰۳ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ دعویٰ ایک حقیقت بن کر نظر آتا ہے اور ہمیں قدم قدم پر ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں جو آپؐ کی اس عظیم الشان محبت اور شفقت کا ثبوت ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان سے تھی۔ چنانچہ آپؐ کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کے لئے سالہا سال تک ایسی تکالیف میں سے گزرنا پڑا کہ جن کی کوئی حد نہیں۔ ایک دفعہ خانہ کعبہ میں کفار نے آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اتنا گھونٹا کہ آپؐ کی آنکھیں سرخ ہو کر باہر نکل پڑیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے سنا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تکلیف کی حالت میں دیکھ کر آپؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپؓ نے ان کفار کو ہٹاتے ہوئے کہا۔ خدا کا خوف کرو۔ کیا تم ایک شخص پر اس لئے ظلم کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے خدا میرا رب ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 63-64)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ایک دفعہ چند دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا پا کر پکڑ لیا اور آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اسے مروڑنا شروع کیا۔ قریب تھا کہ آپؐ کی جان نکل جائے کہ اتفاق سے ابوبکرؓ آ نکلے اور انہوں نے مشکل سے چھڑایا۔ اس پر ابوبکرؓ کو اس قدر مارا پیٹا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔‘‘

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 257-258)

غلاموں کو آزاد کروانے کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں روایات

میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ آپؓ نے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ان سات کو آزاد کروایا جن کو اللہ کی وجہ سے تکلیف دی جاتی تھی۔ آپؓ نے حضرت بلالؓ، عَامِر بن فُہیرہؓ، زِنّیرَہ، نَہدِیَّہ اور ان کی بیٹی، بنی مُؤَمَّل کی ایک لونڈی اور ام عُبَیس کو آزاد کروایا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد ۳ صفحہ ۲۴۷، عبد اللہ بن عثمان، دار الفکر بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت بلالؓ بنو جُمَح کے غلام تھے اور امیہ بن خَلَف آپؓ کو شدید تکلیف پہنچایا کرتا تھا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول صفحہ ۲۸۳ ذکر بلال بن رباح دار الفکر بیروت ۲۰۰۳ء)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت بلالؓ ایمان لائے تو حضرت بلالؓ کو ان کے مالکوں نے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا رب لات اور عُزیٰ ہے۔ مگر آپؓ احد! احد! کہتے تھے۔ آپؓ کے پاس حضرت ابوبکرؓ آئے اور کہا کہ کب تک تم اس شخص کو تکلیف دیتے رہو گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو سات اوقیہ میں خرید کر انہیں آزاد کر دیا یعنی چالیس درہم کا ایک اوقیہ ہے دو سو اسی درہم میں خریدا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! مجھے بھی اس میں شریک کر لو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے اسے آزاد کر دیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۷۵ ’’بلال بن رباح‘‘ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(لغات الحدیث جلد اول صفحہ 82 نعمانی کتب خانہ لاہور)

حضرت عامر بن فُہیرہؓ ایک سیاہ فام غلام تھے۔ آپؓ طُفَیل بن عبد اللہ بن سَخْبَرَہ کے غلام تھے جو کہ والدہ کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ حضرت عامرؓ اسلام لانے والے سابقین میں شامل تھے۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف پہنچائی گئیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو خریدا اور آزاد کر دیا۔

(اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ عامر بن فہیرہ دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۳ء)

حضرت زِنّیرہ رومی اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں سے تھیں۔ انہوں نے اسلام کے آغاز میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ مشرکین آپؓ کو اذیتیں دیتے تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ آپؓ بنو مخزوم کی لونڈی تھیں اور ابو جہل آپؓ کو اذیت دیا کرتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ آپؓ بنو عبد الدار کی لونڈی تھیں۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کی بینائی چلی گئی۔ اس پر مشرکین نے کہا کہ لات اور عُزّیٰ نے ان دونوں کے انکار کرنے کی وجہ سے زِنّیرہ کو اندھا کر دیا ہے۔ اس پر حضرت زِنّیرہ نے کہا کہ لات اور عُزّیٰ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان دونوں کی عبادت کون کرتا ہے، مجھے کیا اندھا کرنا تھا۔ ان کو تو خود نظر نہیں آتا۔ یہ تو آسمان سے ہے۔ اللہ کی مرضی میری نظر چلی گئی اور میرا رب میری بینائی لوٹانے پر قادر ہے۔ یہ جواب دیا کافروں کو۔ اگلے دن انہوں نے اس حالت میں صبح کی، رات سوئیں اگلے دن جب اٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی بینائی لَوٹا دی تھی، نظر ٹھیک ہو چکی تھی۔ اس پر قریش نے کہا کہ یہ تو محمدؐ کے جادو کی وجہ سے ہوا ہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے وہ تکالیف دیکھیں جو آپؓ کو پہنچائی جاتی تھیں تو آپؓ نے ان کو خریدا اور آزاد کر دیا۔

(اسد الغابہ جلد ۶ (النساء) ’زِنّیرہ الرومیہ‘ صفحہ ۱۲۷ دار الفکر بیروت ۲۰۰۳ء)

یہ ذکر ابھی آئندہ بھی ان شاء اللہ چلے گا۔ آزادی کے بارے میں بعض اَور واقعات ہیں۔

رپورٹ: علامہ محمد عمر تیاپوری ۔کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا

دائمی مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں 126 واں عظیم الشان جلسہ سالانہ کا انعقاد

یہ جلسہ 24 تا 26 دسمبر 2021ء کو پوری شان و شوکت کے ساتھ قادیان دارالامان کے روحانی ماحول میں منعقد ہو کر اختتام پذیر ہوا۔ تیسرے دن آخری اجلاس میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور خطاب خصوصی دعاؤں، ذکر الٰہی، انابت الی اللہ اور روحانی اخوت کے پر کیف مناظر اور خالص روحانی ماحول میں علمائے سلسلہ احمدیہ کی پر معارف اور عالمانہ تقاریر۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں 1891ء جلسہ سالانہ قادیان کے روحانی اجتماع کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور ان روحانی اغراض و مقاصد کے پیش نظر جاری و ساری جلسہ سالانہ 126 ویں کا اجتماع احمدیت کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں اپنی سابقہ روایات کے مطابق ہنگامی حالات کے باوجود عام مقررہ تاریخوں سے ذرا پہلے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے 24،25،26 / دسمبر 2021ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوا۔ مخصوص روحانی ماحول میں بہت محدود حاضری کے باوجود نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

بستان احمد جلسہ گاہ کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ مختلف جگہوں پر تعلیمی و تربیتی عبارتوں پر مشتمل بینرز لگائے گئے تھے جو جلسہ گاہ کی خوبصورتی کو دوبالا کر رہے تھے۔ حاضرین جلسہ کے لئے فاصلہ کی مناسبت سے کرسیوں کا معقول انتظام تھا۔ کووڈ کے پیش نظر تمام تر احتیاطی تدابیر اور اقدامات کئے گئے تھے۔ بروقت طبی امدا کا معقول بندوبست تھا۔

24/ دسمبر 2021ء بروز جمعہ پہلا دن، پہلا اجلاس صبح دس بجے شروع ہوا۔

نمائندہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی۔

پہلے آپ فلینگ پوسٹ پر تشریف لائے اور لوائے احمدیت لہرایا۔ حاضرین جلسہ زیر لب ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم کا ورد کرتے رہے۔ لوائے احمدیت جو اسلام کی سربلندی اور عظمت کی ایک یادگار انمول نشانی ہے فضا میں نہایت شان و شوکت سے لہرانے لگا۔ ساتھ ہی فلیگ پوسٹ کے چاروں کونوں میں چار خدام نے لوائے احمدیت کے پہرہ کی ذمہ داری سنبھال لی۔ نہایت باوقار رنگ میں لوائے احمدیت کی پاسبانی کے لئے مستعدی سے کھڑے ہو گئے۔ اسی درمیان فضائے جلسہ گاہ مختلف اسلامی نعروں سے فلک بوس صداؤں میں گونجنے لگی اور حاضرین جلسہ پورے جوش و خروش سے ان نعروں کا جواب دیتے رہے۔ کچھ مناظر صرف محسوس کئے جا سکتے ہیں، ضبط تحریر میں لانا دشوار ہے۔

محترم صدرِ اجلاس اسٹیج پر تشریف لائے اور کرسیٔ صدارت پر براجمان ہونے کے ساتھ ہی افتتاحی دعا سے باقاعدہ جلسہ سالانہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید مع اردو ترجمہ بالترتیب طارق احمد لون صاحب اور جمال شریف صاحب سے ہوا۔ بعدہ صدرِ اجلاس نے خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں سب سے پہلے شاملین جلسہ سالانہ قادیان کو مبارکباد پیش کی۔ اپنے مختصر مگر جامع خطاب میں آپ نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے بعض اہم اقتباسات جو بالخصوص جلسہ سالانہ کی برکات، فیوض، اغراض و مقاصد پر مشتمل تھے مؤثر انداز میں بیان فرمائے اور جلسہ سالانہ ہائے لندن میں شرکت کرنے والے بعض دانشوروں کے خیالات و افکار اور تاثرات بیان کئے۔ اس خطاب کے بعد ایک ترانہ مرشد احمد ڈار صاحب نے پانے گروپ کے ساتھ منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ''حضرت سید ولدِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم'' ترنم سے پیش کیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ''سیرت آنحضور ﷺ'' (سربراہان ریاست کے لئے آنحضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ) مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی ہوئی۔ دوسری تقریر بعنوان ''سیرت صحابہؓ'' (حضرت امام حسنؓ و حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ) یہ تقریر ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے تحریر کی تھی جو محمد شریف صاحب کوثر استاد جامعہ احمدیہ قادیان نے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد محترم صدرِ اجلاس نے

جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

بمقام جلسہ گاہ نماز جمعہ اور نماز عصر ایک ساتھ جمع کر کے ادا کی گئیں

پہلا دن دوسرا اجلاس دوپہر دو بجے کے بعد شروع ہوا۔ یہ اجلاس جلال الدین صاحب نیر صدرِ مجلس تحریک جدید قادیان کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مع اردو ترجمہ بالترتیب مرشد احمد ڈار صاحب و سید کلیم الدین صاحب قاضیٔ سلسلہ اور نظم منظوم کلام حضرت مصلح موعودؓ ''نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے'' نصرمن اللہ صاحب نے خوش الحانی سے پیش کیا۔ اس کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ''ہستیٔ باری تعالیٰ قبولیت دعا کی روشنی میں'' مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فرمایا۔ دوسری اور آخری تقریر اس اجلاس کی بعنوان ''نئی نسل کی تربیت اور خلافت احمدیہ'' طارق احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا اجلاس ختم ہوا۔

25/ دسمبر 2021ء بروز ہفتہ دوسرا دن پہلا اجلاس، صبح دس بجے شروع ہوا۔

اس اجلاس کی صدارت محترم شیراز احمد ایڈیشنل ناظر اعلیٰ قادیان جنوبی ہند نے فرمائی۔

تلاوت قرآن مجید و مع اردو ترجمہ بالترتیب فاروق عظیم صاحب و محمد نصر غوری صاحب، اردو نظم منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا'' مکرم عبدالواسع نے ترنم سے پیش کیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ''سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام''، ''مالی قربانی کی اہمیت'' (سیرت صحابہؓ آنحضرت ﷺ و حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں) مکرم رفیق احمد بیگ ناظر بیت المال آمد قادیان کی ہوئی اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر بعنوان ''حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مقبول دعاؤں کے ایمان فروز واقعات'' مولانا محمد حمید کوثر ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ قادیان کی ہوئی۔ محترم صدرِ اجلاس کی اجازت سے اس سیشن کے اختتام کا اعلان ہوا۔

دوسرا دن دوسرا اجلاس دوپر دو بجے کے بعد شروع ہوا۔

اس اجلاس کی صدارت سید تنویر احمد صاحب صدر مجلس وقفِ نو قادیان نے فرمائی۔

تلاوت قرآن مجید مع اردو ترجمہ بالترتیب مکرم امیر احمد عباس و مکرم قمر الحق خان اور نظم منظوم پاکیزہ کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے'' ترنم سے مکرم رضوان احمد ناصر نے پیش کیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ''صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' (جماعت احمدیہ کی ترقیات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کی روشنی میں) مولانا منیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد قادیان جنوبی ہند کی ہوئی۔

اس کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب جو حضور انور نے برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء پر فرمایا تھا بڑے سکرین پر سنایا اور دکھایا گیا۔ بعد محترم صدرِ اجلاس کی اجازت سے اس اجلاس کے اختتام کا اعلان ہوا۔

26/دسمبر 2021ء بروز اتوار تیسرا دن پہلا اجلاس صبح دس بجے شروع ہوا۔

اس اجلاس کی صدارت محترم مولانا محمد حمید کوثر ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ قادیان نے فرمائی۔

تلاوت قرآن مجید اور اردو ترجمہ بالترتیب مکرم سیّار احمد ، مکرم مظہر احمد وسیم اور نظم منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح'' مکرم سعید احمد ملکانہ نے ترنم سے پیش کیا۔ بعدہ اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبشیری انذاری پیشگوئیاں'' (موجودہ زمانہ کے حوالہ سے) محترم جاوید احمد لون ناظر دیوان قادیان۔ دوسری تقریر بعنوان ''موجودہ ذرائع ابلاغ اور دعوت الی اللہ'' محترم شیراز احمد ایڈیشنل ناظر اعلیٰ قادیان جنوبی ہند پر ہوئی۔ اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر بعنوان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام

اور جماعتی اخبارات و رسائل کے مطالعہ کی اہمیت پر محترم حافظ مخدوم شریف ناظر نشرواشاعت قادیان نے کی۔ اس کے بعد صدرِ اجلاس کی اجازت سے یہ اجلاس ختم ہوا۔

تیسرا اور آخری دن اختتامی اجلاس دوپہر دو بجے کے بعد شروع ہوا۔

اس اجلاس کی صدارت محترم محمد انعام غوری ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے کی۔

تلاوت قرآن مجید اور اردو ترجمہ بالترتیب مکرم عمیر احمد ملک و مکرم تنویر احمد خادم

اس کے بعد ایک نظم منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی'' خوش الحانی سے مکرم تنویر احمد ناصر نے سنائی۔ اس کے بعد محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے اختتامی کلمات میں جلسہ سالانہ قادیان کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور جذبات تشکر کا اظہار کرتے ہوئے حضور انور کے جلسہ کے کی اجازت و منظوری پر دل سے شکریہ ادا کیا اور فرمایا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر چھوٹی سے چھوٹی باتوں کی بھی رہنمائی فرمائی جس کی وجہ سے یہ جلسہ باوجود نامساعد حالات کے ہر جہت سے کامیاب رہا۔ الحمد للہ۔ گو حاضری عام جلسوں سے بہت کم تھی پھر بھی M.T.A کی توسط سے عالمی جلسہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ پھر انتظامیہ سمیت شاملین جلسہ اور جلسہ کی کامیابی کے لئے کوشاں جملہ احمدی مخلصین وغیر از جماعت سرکاری و غیر سرکاری افسران جو کسی نہ کسی رنگ میں تعاون کیا شکریہ ادا کیا۔ صدرِ محترم کے اختتامی کلمات اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ سالانہ قادیان اختتام کو پہنچا۔ بعدہ جلسہ گاہ میں حاضرین اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہے تا M.T.A کے ذریعہ نشر ہونے والے پیارے امام کا جلسہ سالانہ کے لئے براہ راست خطاب سن سکیں۔ خطاب سے پہلے جلسہ گاہ مختصر حاضری کے باوجود بھرا ہوا تھا۔ کوئی کرسی خالی نہیں تھی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسرور ہال لندن سٹیج پر رونق افروز ہوئے، لندن اور قادیان کی فضاء جلسہ گاہ اسلامی نعروں سے گونج اٹھی بڑا ہی پر کیف اور روحانیت سے بھرا جذباتی منظر تھا۔ قادیان جلسہ گاہ میں لگے نعروں کی گونج لندن کے جلسہ گاہ مسرور ہال میں سنائی دے رہی تھی۔ اور مسرور ہال لندن میں لگے نعروں کی گونج قادیان کے جلسہ گاہ میں سنائی دے رہی تھی دلکش منظر تھا بعدہ تلاوت قرآن مجید مع اردو ترجمہ (سورۃ ال عمران آیات 20 تا23 محمود احمد وردی صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد ایک نظم منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے'' بڑے ترنم سے عمر شریف صاحب نے سنایا۔ اس کے بعد ہندوستان کے وقت کے مطابق چار بج کر پانچ منٹ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نہایت بصیرت افروز وجد آفریں خطاب ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد آپ نے اختتامی دعا کروائی اور یہ اعلان بھی فرمایا کہ اس دفعہ قادیان جلسہ سالانہ کی حاضری دو ہزار ایک سو اڑسٹھ (2168) اور لندن مسرور ہال کی حاضری چھ ہزار (6000) سے زائد بتائی۔ کچھ دیر کے لئے آپ سٹیج پر ہی تشریف فرما رہے مختلف نظمیں، قصیدہ وغیرہ گروپس کی شکل میں اور انفرادی طور پر بھی پڑھے گئے۔ اس کے بعد پیارے آقا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر رخصت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ اس روحانی اجتماع کے دور رس نتائج مترتب فرمائے۔ اور قادیان وایوان مسرور میں جسمانی طور پر اس جلسہ میں شمولیت کے علاوہ دنیا بھر میں ایم ٹی اے سے استفادہ کرنے والوں کو حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

اعلان نکاح

- مکرم ملک طارق علی کھوکھر اعلان بھجواتے ہیں:

مورخہ 4دسمبر 2021ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک اسلام آباد، یو کے میں بعد از نماز ظہر وعصر خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم مرتضی احمد کھوکھر کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ عاصمہ توفیق بنت مکرم مرزا توفیق احمد کے ساتھ فرمایا۔ عزیزم مرتضی احمد کھوکھر، محترم ملک عمر علی کھوکھر آف ملتان کا پوتا اور محترم مولانا سلطان محمود انور (مرحوم) کا نواسہ ہے۔ اسی طرح عزیزہ عاصمہ توفیق کے والد مکرم مرزا توفیق احمد، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں اور ان کی والدہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی نواسی ہیں۔

لڑکی کی طرف سے صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نے اور لڑکے کی طرف سے ان کے ماموں مکرم نعمان محمود آف لندن نے ایجاب وقبول کے فرائض انجام دیئے۔

قارئین الفضل سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

آج کی دعا

رَّبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴿۳۰﴾

(المؤمنون:30)

ترجمہ: اے میرے ربّ! تُو مجھے ایک مبارک اُترنے کی جگہ پر اتار اور تُو اتارنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی بابرکت منزل پر پہنچنے کی دعا ہے۔ ہر سفر، مقصد کے بابرکت آغاز اور انجام کے لئے یہ دعا اکسیر ہے۔

اس سے پہلی آیات میں کچھ یوں مذکور ہے:

اور یقیناً ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرو گے؟ پس ان سرداروں نے جنہوں نے اس کی قوم میں سے کفر کیا، کہا یہ تو تمہاری طرح کے ایک بشر کے سوا کچھ نہیں۔ یہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی فضیلت قائم کرے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اتار دیتا۔ ہم نے تو اپنے گزشتہ آباء و اجداد کے تعلق میں ایسا نہیں سنا۔ یہ تو محض ایک انسان ہے جسے جنون ہو گیا ہے۔ پس کچھ عرصہ تک اس کے (انجام کے) بارہ میں انتظار کرو۔ اس نے کہا اے میرے ربّ! میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا۔ پس جب ہمارا فرمان آجائے اور (زمین کا) سوتا پھوٹ پڑے تو اس میں ہر ایک (ضرورت کے جانور) میں سے جوڑا جوڑا داخل کر لے اور اپنے گھر والوں کو بھی سوائے ان میں سے اُس کے جس کے خلاف فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ اور مجھ سے ان لوگوں کے بارہ میں کوئی کلام نہ کر جنہوں نے ظلم کیا۔ یقیناً وہ غرق کئے جانے والے ہیں۔ جب تُو اور وہ جو تیرے ساتھ ہیں کشتی پر قرار پکڑ جائیں تو یہ کہہ کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات بخشی۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اعلانِ ولادت

- مکرم محمود احمد ناصر۔ برسلز سے یہ اعلان بھجواتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے عزیزم عثمان حیدر احمد ناصر اور بہو شگفتہ عظمت صاحبہ کو مورخہ 15 دسمبر 2021ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل کیا ہے۔ بچے کا نام سمیر احمد ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، خادم دین بنائے اور صحت و سلامتی والی عمر دراز سے نوازے، آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

تقریب آمین

- مکرم محمود احمد ناصر۔ برسلز سے یہ اعلان بھجواتے ہیں:

خاکسار کے پوتے عزیزم دانیال فلاح الدین ابن مکرم فلاح الدین احمد ناصر نے قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔عزیزم وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔مورخہ یکم نومبر 2021ء کو مکرم منیر احمد انجم صدر جماعت برسلز ایسٹ نے عزیزم سے قرآن مجید کی آخری تین سورتیں سنیں اور دعا کروائی۔بچے کو قرآن مجید پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ محترمہ نسرین شمیم کو ملی۔قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو نیک، خادم دین بنائے اور صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

فقہی کارنر

کیمرے اور آلات تصویر کا استعمال

’’یہ آلہ جس کے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہوسکتی ہے ایک اور آلہ تصویر کا نکلا ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے اور وَجعُ المَفَاصِل و نقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لئے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں۔جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہوسکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے اور اہلِ فراست کے لئے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 366،367)

ایک اور موقعہ پر فرمایا:

’’یہ ایک نئی ایجاد ہے، پہلی کتب میں اس کا ذکر نہیں۔بعض اشیاء میں ایک منجانب اللہ خاصیت ہے جس سے تصویر اتر آتی ہے۔ اگر اس فن کو خادم شریعت بنایا جاوے تو جائز ہے‘‘

(بدر 24،31 دسمبر 1908ء صفحہ 5)

(داؤد احمد عابد۔استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بیویوں سے حسنِ سلوک

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

دل دُکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین اُنکو اپنے سے جُدا اور دوسروں کے حوالے کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے حکم سے ہی کرسکتا ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 65 ایڈیشن 1984ء)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

03 جنوری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	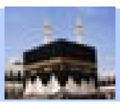	05:38	17:51
مدینہ منورہ	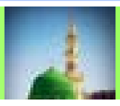	05:43	17:46
قادیان	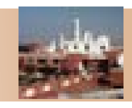	06:02	17:37
ربوہ	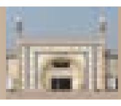	05:42	17:17
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:37	16:08